اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

رمضان کا لغوی مفہوم:۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185)

رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا۔

رمضان کا لفظ رَمْضٌ سے نکلا ہے۔اس کے لفظی معنی تیزی اور شدت کے ہیں۔ جیسے

☆ عربی میں کہتے ہیں رَمِضَ یَوْمُنَا اَیْ اِشْتَدَّ حَرُّہ کہ آج تو بہت گرمی ہے۔

☆ اسی طرح جب کوئی پرندہ بہت زیادہ پیاسا ہو اور پیاس کی وجہ سے لمبے لمبے سانس لے رہا ہو تو اسے عربی میں رَمِضَ الطَّائِرُ کہتے ہیں۔یعنی پرندے کو بہت پیاس لگی ہوئی ہے۔

☆ چاشت کی نماز جو عام طور پر دن کے دس بجے ادا کی جاتی ہے اس کے بارے آتا ہے صَلٰوۃُ الضُّحٰی حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ یعنی یہ وہ نماز ہے کہ جس کے پڑھنے کے وقت اونٹنی کے بچے کے پاؤں بھی گرم ہو جاتے ہیں۔

☆ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں

شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ :اَلصَّلٰوۃُ فِیْ رَمْضَاءِ

ہم نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی کہ نماز کے وقت میں بڑی گرمی ہے۔

گویا ظہر کی نماز کے بارے میں یوں کہا کہ اے اللہ کے نبی! ظہر کے وقت تو بڑی گرمی ہے۔

رَمَضَان کا لفظ فَعَلَان کے وزن پر اسم جنس ہے۔اور بعض علما نے کہا ہے کہ باب سَمِعَ يَسْمَعُ سے رَمِضَ يَرْمَضُ اسم مصدر ہے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ گناہوں کی تپش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آتا ہے۔گویا رمضان کا لفظ اپنا معنی خود بتا رہا ہے کہ لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے،ان گناہوں کی شدت سے آگ جل رہی تھی اور رمضان المبارک کا مہینہ اس آگ کی شدت کو ختم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

روزہ کا لغوی اور اصطلاحی مطلب:

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔اس کا لغوی معنی ہے رک جانا،ٹھہر جانا۔

☆ جب بی بی مریم نے بولنا بند کیا تو قوم نے کہا کہ آپ بات کریں تو انہوں نے اشارہ سے کہا،

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم:26) بے شک میں نے رحمان کے لئے روزہ مان لیا ہے۔

ان کا یہ صوم کھانے پینے سے رکنا نہیں تھا بلکہ اس کا مطلب بولنے سے رک جانا تھا۔

☆ اسی طرح اگر کوئی گھوڑا چلتے چلتے رک جائے اور تھکاوٹ کی وجہ سے نہ چل سکے تو عربی میں اس کو صائم کہتے ہیں۔

☆ عرب لوگ اپنے گھوڑوں کو جہاد کے لئے تیار کیا کرتے تھے۔چونکہ جہاد کے وقت ان کے لئے چارہ اور دانہ پانی میسر نہیں ہوسکتا تھا اس لئے وہ ان کو گرمی کے موسم میں یہ چیزیں نہیں دیتے تھے تاکہ ان کی مشق ہوسکے۔جن گھوڑوں کو تربیت کی خاطر بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے ان کو عربی میں صائم کہتے ہیں۔

شرعی اصطلاح میں طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کو روزہ کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے روزہ کی تعریف یہ لکھی ہے

وَفِیْ الشَّرْعِ اِمْسَاكٌ مَخْصُوْصٌ فِیْ زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ عَنْ شَیْءٍ مَخْصُوْصٍ بِشَرَائِطٍ مَخْصُوْصَةٍ مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص چیزوں سے رکنے کا نام روزہ ہے۔

روزہ کی نیت کرنے کا وقت:

روزہ کے لئے نیت کا ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی آدمی بغیر نیت کے بھوکا پیاسا رہے گا تو اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ چونکہ مؤمن کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے رمضان کے روزے رکھنے ہیں اس لئے وہ نیت سارے رمضان کے لئے کافی ہوتی ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ روزے کی نیت کرنے کا بہترین وقت وہ ہے جب پہلے روزے کو افطار کیا جائے تو اسی وقت اگلے روزے کی نیت کر لی جائے۔ یعنی اسی وقت دل میں یہ نیت کر لی جائے کہ میں نے کل کا روزہ رکھنا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ رات کو کھانا پینا بند ہو جائے گا، نہیں، بلکہ سحری تک کھا پی سکتا ہے۔

امام جعفر صادقؒ کی تحقیق:

یہ وہ مہینہ ہے جس کی پہلی رات میں جنت کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں۔ قزوینی کی کتاب عجائب المخلوقات میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ امام جعفر صادقؒ فرماتے تھے کہ ہر رمضان المبارک کا جو پانچواں دن ہوتا ہے وہ آنے والے رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ ایک قانون بتا دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس بات کو پچاس سال تک ہر رمضان المبارک میں دیکھا گیا اور اسے ٹھیک پایا

گیا۔آج دنیا سائنس دان بنتی پھرتی ہے، دیکھیں ہمارے مشائخ نے کیسی کیسی باتیں بتا دیں۔آپ بھی اس چیز کو آزما کر دیکھ لیجئے کہ اس رمضان المبارک کا جو پانچواں دن تھا وہی آئندہ رمضان المبارک کا پہلا دن ہوگا۔

رمضان المبارک پانے کے لئے مسنون دعا:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام دعا فرماتے تھے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا اِلٰی رَمَضَانَ اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔

آج بہت کم دوست ایسے ہیں جو رمضان المبارک سے ایک دو مہینے پہلے یہ دعا مانگنا شروع کر دیں۔ آپ ذرا اپنے دل سے پوچھئے کہ کتنے لوگوں نے یہ دعا مانگی تھی۔افسوس کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

رمضان المبارک کے لئے اتنا اہتمام.....!!!

ابن الفضلؒ مشہور تابعی ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں رمضان المبارک کا اتنا اہتمام ہوتا تھا کہ۔

کَانُوْ یَدْعُوْنَ اللّٰہَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ اَنْ یُّبَلِّغُھُمْ رَمَضَانَ ثُمَّ یَدْعُوْنَہٗ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ اَنْ یَّتَقَبَّلَہٗ مِنْھُمْ۔ ہم چھ مہینے اللہ رب العزت سے دعا مانگتے تھے کہ وہ ہمیں رمضان تک پہنچا دے اور جب رمضان المبارک گزر جاتا تھا تو چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم سے رمضان کو قبول فرما لے۔

پورے سال کا قلب:

حدیث پاک میں ہے کہ رمضان پورے سال کا قلب ہے۔اگر یہ درست رہا تو پورا سال درست رہا۔

اسی لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی برکت کا نزول ہوتا ہے کہ بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکتوں کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کا اشارہ:

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے

اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عُتَقَاءَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ يَعْنِيْ فِيْ رَمَضَانَ ۔وَ اِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ۔

اللہ رب العزت رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں جہنم سے جہنمیوں کو بری کرتے ہیں اور رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات میں اللہ رب العزت ہر مؤمن کی کوئی نہ کوئی دعا قبول فرما لیتے ہیں۔

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اللہ رب العزت سے کتنا مانگتے ہیں۔قبولیت کا اشارہ دے دیا گیا ہے۔ ہمیشہ مانگنے والے کو اپنے دامن کو چھوٹے ہونے کا شکوہ رہا ہے مگر دینے والے کے خزانے بہت بڑے ہیں۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف وکرم کے کیا کہنے لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

یہ تو مانگنے والے پر منحصر ہے، جیسی فریاد کرے گا ویسا ہی انعام ملے گا۔ اللہ کے بندو! دنیا دار لوگ بھی فقیروں کے بھیس کا لحاظ رکھتے ہیں، اگر رمضان المبارک میں کوئی بندہ نیکوں کا بھیس بنا کر اللہ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ کیوں لحاظ نہیں فرمائیں گے۔

عبادت کا مہینہ:

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جو بندہ اس کی خیر سے محروم ہوا وہ ساری ہی خیر سے محروم ہوا اور اس کی خیر سے وہی بندہ محروم ہوتا ہے جو حقیقت میں محروم ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ يَغْشَاكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ فَيُنْزِلَ الرَّحْمَةَ وَ يَحُطُّ الْخَطَايَا وَ يَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى تَنَافُسِكُمْ فِيْهِ (رواه الطبرانی)

رمضان تمہارے اوپر آ گیا ہے جو برکت والا مہینہ ہے، اس میں اللہ رب العزت تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تم پر رحمتیں نازل فرماتے ہیں، تمہاری خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں اور اس میں تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں۔

تنافس کہتے ہیں نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کو۔ اس لئے ہر بندہ یہ کوشش کرے کہ میں زیادہ عبادت کرنے والا بن جاؤں۔ جیسے کلاس میں امتحان ہوتا ہے تو ہر بچے کی کوشش ہوتی ہے کہ میں فرسٹ آ جاؤں اسی طرح رمضان المبارک میں ہماری کوشش یہ ہو کہ ہم زیادہ عبادت کرنے والے بن جائیں۔

عبادت کا مفہوم:

ایک صحابیؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار انسان بن جاؤں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے جسم سے گناہ کرنا چھوڑ دے تو انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔ لمبی لمبی نفلیں پڑھنے کا فائدہ تب ہی ہوگا جب اپنے من کو صاف کریں گے، یہ نہ ہو کہ اوپر سے لا الٰہ اور اندر سے کالی بلا۔ تسبیح بھی پھیرتے ہیں لیکن جھوٹ بھی نہیں چھوڑتے اور لوگوں کے دلوں کو تکلیف بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔ کسی ذرا سی بات پہ دماغ گرم ہوتا ہے تو گھر کے اندر تہلکہ مچا دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر میں صوفی صافی بنے پھرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ عبادت صرف لمبی لمبی نفلیں پڑھنے اور تسبیح پھیرنے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ اپنے جسم سے گناہوں کو چھوڑ دینے کا دوسرا نام عبادت ہے۔ ایسا بندہ اللہ رب العزت کو بڑا محبوب ہوتا ہے۔

روزہ داروں کا اکرام:

امام بخاریؒ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابٌ یُقَالُ لَہٗ رَیَّان یَدْخُلُ مِنْہُ الصَّائِمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ غَیْرُ ھُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ ۔ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ اَحَدٌ غَیْرُھُمْ وَ اِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ وَلَمْ یَدْخُلْ مِنْہُ اَحَدًا۔

جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ قیامت کے دن اس میں سے روزہ دار لوگ گزریں گے۔ ان کے سوا کوئی بندہ اس دروازے میں سے نہیں گزر سکتا۔ آواز دی جائے گی کہ روزہ رکھنے والے کہاں

ہیں؟ روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا اور جب وہ داخل ہو جائیں گے، تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب لوگ اس دروازے میں سے داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائیں گے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا ۢبِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحآقّۃ:24)

تم کھاؤ پیو، یہ بدلہ ہے ان ایام کا جو تم نے اللہ کی عبادت میں گزارے تھے۔

مقصد یہ ہے کہ رمضان میں تم بھوکے پیاسے رہتے تھے، اب تم اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہو، اب تمہیں اللہ کی نعمتیں ملیں گی، لہٰذا تم ان نعمتوں کو کھاؤ اور پیو۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں:

بخاری شریف کی ایک روایت ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَ اِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔

روزہ دار آدمی کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اس وقت بھی اس کو خوشی ملتی ہے۔ اور قیامت کے دن وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت بھی خوشی عطا کریں گے۔

ایک خفیہ معاہدہ:

روزہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ۔

روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے۔

چنانچہ باقی ہر قسم کی عبادت کا ثواب فرشتے لکھتے ہیں، مگر روزہ کے بارے میں فرشتے یہ لکھتے ہیں کہ اس نے روزہ رکھا۔ اس کا اجر اور بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دیں گے۔

اس میں ایک نکتہ ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیں کہ ہر دینے والا اپنے مقام کے مطابق دیتا ہے۔ فرض کریں کہ اگر کوئی سائل آ کر مجھ سے مانگے تو میں اپنی حیثیت کے مطابق اسے ایک روپیہ دے دوں گا۔ اور اگر وہی آدمی ملک کے کسی امیر آدمی سے مانگے تو وہ ایک روپیہ دیتے ہوئے شرمائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اسے ایک ہزار روپیہ دے دے۔ اور اگر وہی آدمی سعودی عرب کے بادشاہ سے جا کر مانگے تو وہ ایک ہزار بھی دیتے ہوئے شرمائے گا، وہ اسے ایک لاکھ روپیہ دے گا۔ بلکہ ہم نے سنا ہے کہ وہاں کروڑوں چلتے ہیں، اس سے کم کی بات ہی نہیں ہوتی۔ جب دنیا کے بڑے لوگ اپنے مقام اور حیثیت کے مطابق دیتے ہیں تو یہاں سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قیامت کے دن جب روزے کی عبادت کا اجر اللہ تعالیٰ دیں گے تو وہ بھی اپنی شان کے مطابق عطا فرمائیں گے۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ تو یہی ہیں، مگر اعراب میں فرق ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اُجْزٰی بِہٖ۔ روزہ میرے لئے اور روزہ کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ کے بدلے اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔

بے مثال اور بے ریا عبادت:

حدیث پاک میں آیا ہے عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ۔ تمہارے اوپر روزہ لازم ہے کیونکہ اس کی کوئی مثل نہیں۔

لہٰذا روزہ کے بارے میں دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ایک بے مثال عبادت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک بے ریا عبادت ہے۔ روزہ میں ریا ہوتی ہی نہیں۔ آپ پوچھیں گے، وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ روزہ دار آدمی جب وضو کرتا ہے تو اس وقت کلی کرنے کے لئے منہ میں پانی ڈالتا ہے، اب اگر وہ آدھا پانی اندر لے جائے اور آدھا باہر نکال دے تو کسی کو کیا پتہ چلے گا۔ پیاس ہونے کے باوجود جب وہ منہ میں گئے ہوئے پانی کو نکال دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے لئے روزہ رکھ رہا ہوتا ہے۔ ورنہ مخلوق کو کیا پتہ۔ اس لئے روزہ میں ریا نہیں ہے۔ اور چونکہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اس لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا بدلہ بھی میں خود ہوں۔

روزہ ڈھال ہے:

ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ روزہ ڈھال ہے۔

روزہ تین چیزوں سے ڈھال ہے۔

(۱) نفس اور شیطان کے مکروفریب سے ڈھال ہے۔ لہٰذا جس انسان کو خواہشات نفسانیہ تنگ کریں روزہ اس کے لئے تیر بہدف علاج ہے۔ جو وساوس شیطانیہ میں ہر وقت گرفتار رہتا ہو، وہ ذرا بھوکا رہ کر دیکھے، جوانی کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔

(۲) دنیاوی پریشانیوں اور مصائب سے ڈھال ہے۔ اس لئے جو انسان کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ فرما دیں گے۔

(۳) قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے ڈھال ہوگا۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

حدیث پاک میں آیا ہے۔

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے۔

روزہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے یہ شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! اس بندے کو اپنی رضا عطا فرما دیجئے اور قرآن مجید بھی شفاعت کرے گا کہ اے اللہ! یہ بندہ میری تلاوت کرتا تھا اس لئے اس سے عذاب کو ہٹا دیجئے اور اس کو جنت عطا فرما دیجئے۔

نیکیوں کا سیزن:

آپ نے دنیا میں دیکھا ہوگا کہ مختلف کاروباروں کے سیزن ہوتے ہیں۔ جب کسی چیز کا سیزن ہو وہ تاجر اپنے آپ کو ہر طرف سے فارغ کر کے سیزن کماتا ہے۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میں چند مہینے کام کروں گا اور اس کا نفع پورا سال مجھے فائدہ دے گا۔ رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کے سیزن کے مانند ہے۔ اس لئے اس مہینہ میں ہمارے مشائخ خوب ڈٹ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

مغفرت کا موسم:

موسموں میں ایک بہار کا موسم بھی ہوتا ہے۔ جب وہ موسم آتا ہے تو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ ان کی خوشبو سے فضا معطر رہتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ مغفرت کا موسم ہے۔ اس میں اللہ رب العزت بندے کی مغفرت کا منظر سجاتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کیلئے پانی کے اندر مچھلیاں، بلوں کے اندر چیونٹیاں اور ہوا کے اندر پرندے مغفرت کی دعائیں

مانگتے ہیں۔ روزہ دار آدمی اللہ رب العزت کو اتنا پسند ہے کہ اس کا سونا بھی عبادت ہے۔ جب وہ سانس لیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اجر وثواب دیا جاتا ہے اور افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

ایک بات پر غور کیجئے کہ بالفرض اللہ کا کوئی بہت ہی نیک اور برگزیدہ بندہ ہو اور وہ آدمی آپ کو کسی وقت بتادے کہ ابھی مجھے خواب کے ذریعے بشارت ملی ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، تم جو کچھ مانگ سکتے ہو، اللہ رب العزت سے مانگ لو۔ اگر وہ آپ کو بتائے گا تو آپ کیسے دعا مانگیں گے؟ بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ رو رو کر اللہ رب العزت سے سب کچھ مانگ لیں گے کیونکہ دل میں یہ استحضار ہوگا کہ اللہ کے ایک ولی نے ہمیں بتادیا ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ جب ایک ولی بتائے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے تو ہم اتنے شوق کے ساتھ دعا مانگیں گے اب ذرا سوچئے کہ ولیوں اور نبیوں کے سردار اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار آدمی کی افطار کے وقت اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں تو ہمیں افطاری کے وقت کتنے شوق اور لجاجت سے اور پر امید ہو کر اللہ رب العزت سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ویسے بھی دستور یہ ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو مزدوری کرنے گھر لائیں اور وہ سارا دن پسینہ بہائے، اور شام کے وقت گھر جاتے ہوئے آپ سے مزدوری مانگے تو آپ اس کی مزدوری کبھی نہیں روکیں گے، حالانکہ ہمارے اندر کتنی خامیاں ہیں۔ بغض ہے، کینہ ہے، حسد ہے، بخل ہے، لیکن جو ہمارے اندر تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ جس بندے نے سارا دن محنت کی ہے ہم اس کو شام کے وقت مزدوری دیئے بغیر خالی بھیج دیں۔ اگر ہمارا دل یہ نہیں چاہتا تو جس بندے نے اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کی اور افطاری کے وقت اس کا مزدوری لینے کا وقت آئے تو کیا اللہ تعالیٰ بغیر مزدوری دیئے اس کو ٹرخا دیں گے۔

اعمال میں جمعیت حاصل کرنے کا سنہری موقع:

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک انسان کے آنے والے سال کا ایک نمونہ ہوتا ہے۔اس لئے جس بندے نے جمعیت کے ساتھ رمضان المبارک گزارا اس کا آنے والا سال بھی جمعیت کے ساتھ گزرے گا اور جس کا رمضان المبارک تفرقہ کے ساتھ گزرا اس کا آنے والا سال بھی تفرقہ کے ساتھ گزرے گا۔اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ مجھے تہجد کی پابندی نصیب ہو وہ رمضان المبارک میں پورا مہینہ تہجد کی پابندی کر لے، آنے والے سال میں اللہ رب العزت اپنی مدد فرمائیں گے اور اس کو تہجد کا دوام عطا فرمادیں گے۔اگر کسی کو یہ شکوہ ہے کہ میری آنکھ میرے قابو میں نہیں ہے تو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے۔وہ پورا رمضان المبارک اپنی نظروں کی حفاظت کر لے تو اللہ رب العزت اسے آئندہ پورے سال میں نگاہوں پر کنٹرول عطا فرمادیں گے۔اسی طرح جو آدمی جھوٹ سے نہیں بچ سکتا وہ پورے رمضان المبارک میں جھوٹ سے بچے، اللہ رب العزت اسے آنے والے سال میں جھوٹ سے محفوظ فرمادیں گے۔گویا ہم جس طرح اپنا رمضان المبارک گزاریں گے ہمارا آنے والا سال اسی طرح گزرے گا۔پورا رمضان المبارک باقاعدگی سے تلاوت کریں اللہ تعالیٰ آنے والے سال میں باقاعدگی سے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

اعتکاف کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

اعتکاف عُکُوفٌ سے نکلا ہے۔اور عکوف کا معنی ہے جم جانا، بیٹھ جانا،شرعی اصطلاح میں رمضان المبارک کے آخری دس دن سنت کی نیت کے ساتھ مسجد کے اندر اپنے آپ کو پابند کر لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔البتہ اس دوران انسان اپنی حوائج ضروریہ (وضو وغیرہ) کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔

اعتکاف کا اصل مقصد:

اعتکاف کا اصل مقصد اللہ رب العزت کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کر بیٹھ جانا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو سخی لوگ ہوتے ہیں ان کا دروازہ بند ہوتا ہے تو فقیر لوگ وہاں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ دروازہ بند نہیں رہ سکتا، یہ ضرور کھلے گا۔ اور جب کھلے گا اور میں سامنے ہوں گا تو مجھے اس کا قرب ضرور ملے گا۔ اسی طرح معتکف بھی اللہ رب العزت کی رحمت کے دروازے کے سامنے امید لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ ان راتوں میں شب قدر تلاش کرنی ہوتی ہے۔ آپ یہ نیت کریں کہ ہم ان دس دنوں میں اللہ رب العزت کی محبت، اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا مجاہدہ:

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ (مسلم)

نبی علیہ السلام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اتنا مجاہدہ فرمایا کرتے تھے کہ اتنا مجاہدہ سال کے دوسرے حصوں میں نہیں کرتے تھے۔

بخاری شریف کی روایت ہے:

كَانَ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَ اَحْيىٰ لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو نبی کریم ﷺ اپنے ازار کو کس کر باندھ لیتے تھے، راتوں کو جاگ کر گزار دیتے تھے اور راتوں میں اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے تھے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت:

یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس میں ایک نکتہ ہے کہ جو آدمی یہ چاہے کہ اللہ رب العزت مجھے معاف کر دے، اس کو چاہیے کہ اپنے دل سے وہ سب لوگوں کے بارے میں غصہ نکال دے۔ وہ اپنے سینے کو بے کینہ کر لے اور سب کو اللہ کے لئے معاف کر دے۔ یہ وہ موتی اور ہیرا ہے جو اللہ والوں کی محفلوں سے اس عاجز نے پایا ہے۔ جو آدمی ا ن آخری راتوں میں جاگ کر عبادت کرے اور اپنے سینے سے سب کے بارے میں غصہ نکال دے تو روز محشر اللہ رب العزت اسی کو بہانہ بنا کر معاف فرما دیں گے۔

زندگی کے بہترین لمحات:

اس لئے یہ وقت آپ کی زندگی کے بڑے ہی قیمتی اوقات میں سے ایک ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے آپ اپنے لمحات کو ذکر، عبادت اور تلاوت میں صرف کیجئے۔ مسجد میں رہ کر دنیا کی باتیں کرنا ویسے ہی ممنوع ہے۔ اس لئے اعتکاف کی حالت میں بہت زیادہ پرہیز کیجئے۔ وقت کو ایسے گزاریں کہ ہر بندے کو اپنی فکر لگی ہوئی ہو۔ یہ نہ ہو کہ لوگ عبادت کر رہے ہوں تو میں بھی عبادت کروں اور جب لوگ سو جائیں تو میں بھی سو جاؤں، نہیں بلکہ ہر ایک کا اپنا ظرف ہے اور ہر ایک کی اپنی ہمت ہے۔ اس میں خوب ہمت لگائیں۔ البتہ جو اجتماعی اعمال ہیں۔ مثلاً جب بیان یا تعلیم کا وقت ہو اس میں پابندی کرنا

ضروری ہوگا۔اس سلسلہ میں ہم نے ایک نظام الاوقات بنا دیا ہے۔انشاءاللہ اس محفل کے آخر میں وہ نظام الاوقات تقسیم کر دیا جائے گا۔آپ اس کو اپنے پاس رکھیں اور اس کے مطابق وقت کی پابندی کریں۔ یہ نہ ہو کہ جب بیان کا وقت ہو اس وقت آپ سو جائیں اور جب سونے کا وقت ہو اس وقت آپ تبادلہ خیالات فرمائیں۔اگر آپ اس نظام الاوقات کی ترتیب سے چلیں گے تو فائدہ ہوگا۔اتنی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ آج اپنے دلوں کی کیفیت دیکھ لیجئے۔اگر زندگی رہی تو جب اعتکاف سے اٹھ کر جانے لگیں گے تو اس وقت بھی آپ دل کی کیفیت کو دیکھ لیجئے گا۔ یہ ہمارے مشائخ کی نسبت کوئی کچی چیز نہیں ہے بلکہ ایک پکی اور ٹھوس چیز ہے۔ان دس دنوں میں آپ کو اپنے دل کی حالت میں واضح تبدیلی نظر آئے گی۔آپ یوں محسوس کریں گے کہ جیسے آدمی کسی دوسرے جہان میں چلا گیا تھا اور بہت عرصہ کے بعد دوبارہ اس دنیا میں واپس آیا ہے۔اللہ والوں کی صحبت کی یہ تاثیر ہوتی ہے کہ دلوں سے دنیا کی محبت نکال دیتے ہیں اور اللہ رب العزت کی محبت دلوں میں بھر دیتے ہیں۔آپ آداب کے ساتھ یہ وقت گزاریئے گا۔سادہ سی باتیں ہوں گی......ہم نے کوئی زمین وآسمان کے قلابے نہیں ملانے،کوئی انوکھے مضامین بیان نہیں کرنے،مقصد فقط یہ ہے کہ اپنا وقت بھی اللہ رب العزت کی رضا کے لئے گزر جائے اور آپ کا یہاں آنا بھی قیمتی بن جائے۔

رمضان المبارک کمانے والے خوش نصیب:

آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو خوب عبادت کرتے ہیں۔

☆ ایک جوان عالم ہیں۔ان کی داڑھی کے سب بال سیاہ ہیں۔ان کا اس عاجز سے بیعت کا تعلق ہے۔وہ پچھلے رمضان المبارک کے بعد فرمانے لگے۔حضرت! الحمدللہ، اللہ کی توفیق سے یہ رمضان المبارک ایسا گزرا کہ میں نے ہر دن میں ایک قرآن مجید کی تلاوت مکمل کی۔گویا تیس دنوں میں تیس

قرآن مجید مکمل کیے۔

☆ ایک صاحب نے لکھا کہ حضرت! اس رمضان المبارک میں روزانہ دس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

اگر لوگوں کے معمولات آپ حضرات کو بتانے لگوں۔ جو وہ خطوط لکھ کر بتاتے ہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ ہم تو کچھ کر ہی نہیں رہے۔ یہ لوگ اس وقت بھی اسی دنیا میں ہیں۔ ان کے لئے بھی دن چوبیس گھنٹے کا ہے۔ ان کے بیوی بچے بھی ہیں، کاروبار بھی ہیں، ضروریات بھی ہیں، بیماریاں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ رمضان المبارک کماتے ہیں۔ ہم اگر پچھلے بیس دنوں میں کچھ نہیں کر سکے تو کوئی بات نہیں، اب اللہ رب العزت نے جو دس دن دے دیئے ہیں، ان دس دنوں کو قیمتی بنانے کی کوشش کیجئے۔ جو دوست احباب اپنے کاروبار یا ملازمت یا کسی اور وجہ سے سنت اعتکاف نہیں بیٹھ سکے ان کو چاہیے کہ وہ نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہیں۔ یہیں سے وہ کپڑے بدل کر دفتر جائیں اور وہاں سے سیدھے مسجد میں آ جائیں۔ اس طرح ان برکتوں سے ان کو بھی حصہ مل جائے گا۔

ایک سبق آموز واقعہ:

آپ دل میں رمضان المبارک کا احترام رکھیں۔ اللہ رب العزت کو رمضان المبارک کا احترام بہت پسند ہے۔ ''نزہۃ المجالس'' کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مجوسی تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان غالب تھے مگر کفار ان کے درمیان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ مجوسی کے بیٹے نے رمضان المبارک کے دنوں میں کھانا کھایا۔ جب اس نے کھلے عام کھانا کھایا تو اس مجوسی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تجھے حیا نہیں آتی کہ یہ مسلمانوں کا مقدس مہینہ ہے، وہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور تو دن میں اس طرح کھلے عام کھا رہا ہے۔ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

اس مجوسی کے پڑوس میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ جب اس مجوسی کا انتقال ہو گیا تو ان بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجوسی جنت کی بہاروں میں ہے۔ وہ بڑے حیران ہوئے۔ اس سے پوچھنے لگے کہ آپ تو مجوسی تھے اور میں آپ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ جواب میں کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میرے بیٹے نے رمضان المبارک میں کھلے عام کھانا کھایا تھا اور میں نے رمضان المبارک کے ادب کیوجہ سے اس کو ڈانٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ موت کے وقت مجھے کلمہ پڑھنے کی توفیق نصیب فرما دی، اس طرح مجھے اسلام پر موت آئی اور اب میں جنت کے مزے لے رہا ہوں۔

سوچنے کی بات ہے کہ جو بندہ ادب کی وجہ سے بچے کو تنبیہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل بھی پسند آ جاتا ہے تو جو بندہ اس کا حقیقی معنوں میں ادب کرے گا اور اس میں اعمال کو اسی طرح اپنائے گا جیسے اپنانے کا حق ہے تو اللہ رب العزت اس پر کیوں نہیں مہربانی فرمائیں گے۔ لہٰذا ان دس راتوں کو زندگی کی قیمتی راتیں سمجھیں اور یوں سوچیں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے گھر میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم مانگیں جو مانگنا چاہتے ہیں۔

نیکیوں کی چیک بک:

آپ رمضان المبارک کی مثال یوں سمجھیں جیسے بنک کی چیک بک ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گویا ہمیں تیس چیک والی چیک بک دی ہے کہ تم اس کے اندر جتنی چاہو رقم لکھ لو۔ وہ تمہارے لئے آخرت میں جمع ہوتی جائے گی۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خالی چیک بھیج دیئے اور کچھ بھی نہیں لکھا، ان کے دن ایسے ہی گئے، کئی ایسے ہوں گے جو ایک لاکھ لکھیں گے، کئی ایک ملین لکھیں گے اور کئی بلین لکھیں گے، ہر کوئی اپنی اپنی پسند اور نصیب کے مطابق لکھے گا۔ ہمارے بیس چیک جمع ہو چکے ہیں اور دس چیک باقی ہیں۔ ان چیکوں پر لکھنا ہمارا کام ہے۔ جتنی رقم لکھیں گے آخرت کے خزانے میں اتنی ہی نیکیاں جمع ہوتی

جائیں گی۔اس لئے ان دنوں اور راتوں کو خوب عبادت میں گزاریئے۔ دل میں یہ نیت رکھیے کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو چاہتا ہوں اس لئے میں آپ کے گھر میں آکر بیٹھتا ہوں۔ جب آپ یوں نیت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے قدردان ہیں، جب انسان سچے دل کے ساتھ اس کی چوکھٹ پر پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کو عذاب دینا ہوتا تو وہ اس امت کو سورۃ اخلاص اور رمضان المبارک کا مہینہ عطا نہ فرماتے۔

رمضان المبارک اور حضرت یوسف ﷺ کی باہمی نسبت:

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے رمضان المبارک کو باقی مہینوں کے ساتھ وہ نسبت ہے جو حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیوں سے تھی۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت یوسفؑ تھے اور ایک یوسفؑ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باقی گیارہ بیٹوں کی غلطی اور جرم کو معاف فرما دیا تھا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ سال کے بارہ مہینے ہیں۔ اس میں رمضان المبارک کا مہینہ حضرت یوسفؑ کی مانند ہے اس ایک مہینے کی برکت سے اللہ تعالیٰ گیارہ مہینوں کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں

مجالس اعتکاف کا مقصد:

آپ کی خدمت میں مختلف مجالس میں تربیت کے عنوان پر کچھ باتیں پیش کی جاتی رہیں گی۔ ان کا مرکزی خیال تربیت ہوگا۔ سارے مضامین اس طرح کے ہوں گے کہ انسان میں نیکی کا شوق آئے گا۔ اخلاق اچھے پیدا ہوں گے۔ انسان گناہوں سے باز آئے گا۔ اور آخرت کی طرف رجوع نصیب ہوگا۔ آپ طلب لے کر بیٹھیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہاں آنا اور بیٹھنا قبول فرمائیں گے اور ہم عاجز مسکینوں پر ترس فرما دیں گے۔

ایک بددعا پر نبی رحمت ﷺ کا آمین کہنا:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جبرئیلؑ نے ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بددعا کی۔

بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهٗ (رواہ الحاکم)

برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اپنی مغفرت نہ کروائی۔

اس میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اوّل تو جبرئیل علیہ السلام بددعا کر نہیں سکتے۔ کیونکہ قرآنی فیصلہ ہے کہ

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم: 6)

نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو، اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے حکم تھا اور منشائے خداوندی تھی کہ جاؤ اور بددعا کرو کہ برباد ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی۔ لیکن اس بددعا پر نبی علیہ السلام کا آمین کہہ دینا بہت ہی عجیب بات ہے...... آپ ذرا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بد بخت کہہ کر تو دیکھیں یا کسی ماں کے سامنے اس کے بیٹے کو بددعا دے کر کے تو دیکھیں۔ وہ ایک لفظ بھی اپنے بیٹے کے خلاف نہیں سن سکے گی۔ وہ کہے گی کہ میرے بیٹے کو بددعا دی جا رہی ہے۔ کوئی ایسا تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی بیٹے کو بددعا دے اور ماں اس پر آمین کہہ دے...... اگر ماں محبت کی وجہ سے آمین نہیں کہہ سکتی تو نبی اکرم ﷺ جو بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:128) ہیں۔ مؤمنین کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے والے ہیں انہوں نے کیسے جبرئیلؑ کی بددعا پر آمین کہہ دی؟

ہمارے مشائخ نے جواب میں لکھا ہے کہ وجہ یہ تھی کہ رمضان المبارک میں اللہ رب العزت گناہوں کو اتنا جلدی معاف کر دیتے ہیں کہ جو بندہ تھوڑی سی بھی کوشش کر لے اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت فرما دیتے

ہیں، اور جو اتنی بھی کوشش نہ کرے وہ پکا محروم ہے، اللہ کے محبوب ﷺ نے یہی فرمایا کہ جو رمضان کا اتنا بھی لحاظ نہیں کرتا کہ اللہ سے گناہوں کی مغفرت کروالے تو وہ پکا محروم ہے اس کا تو برباد ہو جانا ہی بہتر ہے، اس لئے آمین کی مہر لگا دی۔

عید یا وعید:

رمضان المبارک کے بعد یا تو ہمارے لئے عید ہوگی یا پھر ہمارے لئے وعید ہوگی ہم دونوں میں سے ایک حال میں ہوں گے۔ عید کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ خوشی کو کہتے ہیں۔ اور وعید سزا کو کہتے ہیں۔ جن لوگوں کی رمضان المبارک میں مغفرت ہوگی ان کی اس رمضان کے بعد عید ہوگی اور جن کی رمضان میں مغفرت نہ ہو سکی ان کے لئے رمضان کے بعد وعید ہوگی۔ ایک مرتبہ عید قریب تھی۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا، حضرت! عید کب ہوگی؟ وہ فرمانے لگے، ''جب دید ہوگی تب عید ہوگی''۔ مطلب یہ ہے کہ جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی۔ کیونکہ عاشق کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو محبوب کا وصل ہی اصل عید ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ان راتوں میں یہ دعا مانگئے کہ اے اللہ! ہمیں اپنا قرب عطا فرما تا کہ ہماری عید صحیح معنوں میں عید بن سکے۔

اجتماعی عمل کی فضیلت:

یہ ذہن میں رکھیے گا کہ جب کوئی کام جماعتی طور پر کیا جاتا ہے تو اس جماعت میں سے اگر کسی ایک کا بھی کوئی عمل قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس ایک کی برکت سے سب کا عمل قبول فرما لیتے ہیں۔ اسی لئے فرض نماز کی جماعت کا یہ مسئلہ ہے کہ جتنے نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کی نماز قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب کی نماز قبول فرما لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ سب لوگ اکٹھا کام کریں، ان میں سے ایک کا تو وہ قبول کرلے اور دوسروں کو پیچھے ہٹا دے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ جب سب نے مل کر کام کیا۔ان میں سے ایک کا عمل قبولیت کے درجے تک پہنچ گیا تو چلو اس کی برکت سے سب کا قبول کر لیتے ہیں۔ جب نماز اور حج اس طرح قبول ہو جاتے ہیں تو اعتکاف کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔ہم سب یہاں مل کر بیٹھے ہیں،اب آخر اتنے بندوں میں سے کسی کی فریاد تو اللہ تعالیٰ کو پسند آئے گی۔ کسی کا رونا، کسی کی تہجد، کسی کا سجدہ اور کسی کی توبہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو گی۔ جس کا بھی کوئی عمل قبول ہو گا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم عاجز مسکینوں کے اعتکاف کو بھی قبول فرما لیں گے۔اس لئے آپ حسن ظن کے ساتھ بیٹھئے گا کہ میں جو یہاں بیٹھا ہوں، بس مجھے اللہ نے کچھ نوازنے کے لئے یہاں پہنچا دیا ہے۔ میرا کام ہے اس وقت کو عبادت کے ساتھ گزارنا۔ اللہ رب العزت میرا یہ اعتکاف ضرور بالضرور قبول فرمائیں گے اور اسے میرے لئے آخرت میں نجات کا سبب بنائیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پابندی کے ساتھ ان مجالس میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اصلاح فرما دے۔ ہم سب جس مقصد کے لئے یہاں مل کر بیٹھے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم سب اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔اس لئے دل میں اپنی اصلاح کی نیت کر لیجئے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ سے جو امید لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس امید کو پورا فرما دیتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس اعتکاف کو ہماری اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ ہمارے دلوں میں اپنی محبت پیدا فرمائے اور ان دس دنوں میں ہمیں لیلۃ القدر کی عبادت کا شرف نصیب فرما دے۔(آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن